# 31822-حج کا طریقہ

## سوال

میں حج کا طریقہ تفصیلا معلوم کرنا چاہتا ہوں ؟

## پسندیدہ جواب

فریضہ حج افضل ترین عبادت اور عظیم ترین اطاعت میں شامل ہونے کے ساتھ ساتھ دین اسلام کا ایک عظیم رکن بھی ہے.جس دین کو لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے اسی دین اسلام کے علاوہ بندے کا دین بھی کامل نہیں ہوتا .

اور جب تک عبادت میں دوچیزیں نہ پائی جائیں اس وقت تک اس عبادت کے ساتھ اللہ تعالی کا تقرب بھی حاصل نہیں ہوتا ، وہ اشیاء مندرجہ ذیل ہیں :

پہلی : اخلاص : کہ وہ عبادت اللہ تعالی کے لیے خالص ہواور اللہ تعالی کی رضا اور آخرت سنوارنے کے لیے کی جائے اور اس میں کسی بھی قسم کی ریاء دکھلاوا اور دنیاوي طمع ولالچ شامل نہ ہو.

دوسري : اس عبادت میں عملی اور قولی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وپیروي پائی جائے , اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وپیروي اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت معلوم نہ ہو

اس لیے جو شخص بھی اللہ تعالی کی _ حج یا کوئی اور_ عبادت کرنا چاہے اس کے لیے ضروري اورواجب ہے کہ وہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سیکھے تاکہ اس کا عمل سنت کے مطابق وموافق ہو.

ہم مندرجہ ذیل سطور میں سنت کے مطابق حج کا طریقہ مختصر طور پر.بیان کرتے ہیں :

عمرہ کا طریقہ سوال نمبر (31819) کے جواب میں.بیان کیا جا چکا ہے عمرے کا طریقہ معلوم کرنے کے لیے اس جواب کا مطالعہ کریں .

حج کی اقسام :

حج کی تین اقسام ہیں : حج تمتع ، حج افراد ، حج قران

حج تمتع :

حج تمتع یہ ہے کہ : حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے ( شوال ، ذوالقعدہ ، اور ذوالحجہ حج کے مہینے ہیں ، دیکھیں : شرح الممتع 7/62 ) لھذا جب حاجی مکہ پہنچے اور عمرہ کا طواف اور سعی کرکے سر منڈالے یا پھر بال چھوٹے کروالے تووہ احرام کھول دے اور جب یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ والے دن صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے سب اعمال مکمل کرے گا ، یعنی حج تمتع کرنے والا عمرہ بھی مکمل کرے گا اور اسی طرح حج بھی.

حج افراد :

حج افرادیہ ہے کہ صرف اکیلے حج کا احرام باندھا جائے اور جب مکہ مکرمہ پہنچے تو طواف قدوم اور حج کی سعی کرلے نہ تو اپنے سر کو منڈائے اور نہ ہی بال چھوٹے کروائے اور نہ ہی احرام کھولے گا بلکہ وہ عید کے دن جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک اپنے اسی احرام میں رہے گا, اور اگر وہ حج کی سعی کو طواف حج یعنی طواف افاضہ کے بعد تک مؤخر کرنا چاہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں وہ ایسا کرسکتا ہے .

حج قران :

حج قران یہ ہے کہ : حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے یا پھر پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں عمرہ کا طواف کرنے سے قبل اس پر حج کو بھی داخل کردے ( وہ اس طرح کہ وہ اپنے طواف اور سعی کو حج اور عمرہ کی سعی کرنے کی نیت کرے ) .

حج قران اور حج افراد کرنے والے شخص کے اعمال حج ایک جیسے ہی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ حج قران کرنے والے پر قربانی ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں .

ان تینوں اقسام میں افضل قسم حج تمتع ہے اور یہی وہ قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس کا حکم دیا اور اس پر انہیں ابھارا ، حتی کہ اگر کوئی انسان حج قران یا حج افراد کا احرام باندھے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہوجائے تاکہ وہ حج تمتع کرسکے اگرچہ وہ طواف قدوم اور سعی کے بعد ہی کیوں نہ ہو.

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال جب طواف اور سعی کرلی اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ بھی قربانی نہ تھی اسے حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کے احرام میں بدل لے اور بال چھوٹے کروا کر حلال ہوجائے اور فرمایا :

اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی وہی کام کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں .

احرام :

یہاں احرام کے وہ مسنون کام غسل ، اور خوشبو اور نماز وغیرہ پر کرے جن کا ذکر اس سوال نمبر کے جواب میں گزر چکا ہے جس کی طرف ابھی اوپر اشارہ کیا گیا ہے اور پھر نماز یا سواري پر سوار ہونے کے بعد احرام باندھے ( یعنی احرام کی نیت کرے )

پھر اگر اس نے حج تمتع کرنا ہو تو وہ اس طرح کہے : لبیک اللھم بعمرۃ .

اور اگر حج قران کرنا ہو تو یہ کہے : لبیک اللھم بحجۃ وعمرۃ .

اور اگر حج مفرد کرنا ہو تو اس طرح کہے : لبیک اللھم حجا .

اور پھر یہ کہے : اللھم ھذہ حجۃ لا ریاء فیھا ولا سمعۃ . ( اے اللہ اس حج نہ تو ریاء کاري ہے اور نہ ہی دکھلاوا )

پھر اس کے بعد تلبیہ کہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں : ( لبیک اللھم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک ، اِن الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک ) میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں ، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ، یقینا تعریفات اور نعمتیں تیري ہی ہیں اور تیري ہی بادشاہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں .

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ میں یہ الفاظ بھی شامل تھے لبیک إلہ الحق اے الہ حق میں حاضر ہوں, اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما اپنے تلبیہ میں یہ الفاظ زیادہ کیا کرتے تھے لبیک وسعدیک والخیر بیدیک والرغباء إلیک والعمل ) میں حاضر ہوں اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تیری رغبت ہے اور عمل بھی تیرے لیے .

آدمی کو تلبیہ کہتے ہوئے آواز بلند کرنی چاہیے لیکن عورت آواز بلند نہ کرے بلکہ صرف اتنی آواز سے تلبیہ کہے جو اس کے ساتھ والا ہی سن سکے لیکن اگر اس کے قریب بھی کوئی غیر محرم ہو تو تلبیہ خاموشی سے کہے گی .

–اور اگر احرام باندھنے والے کو کسی روکنے والی چیز کا خوف ہو جو اسے حج مکمل کرنے سے روک دے ( مثلا بیماری یا دشمن یا روکا جانا یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز) تو اس کے لیے احرام باندھتے وقت شرط لگانا ضروری ہے لھذا وہ مندرجہ ذیل دعا پڑھے :

(إن حبسنی حابس فمحلی حیث حبستنی) اگر مجھے کسی روکنے والے روک لیا تو میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہوگی جہاں مجھے روک دے .

یعنی اگر مجھے بیماری یا تاخیر وغیرہ نے حج مکمل کرنے سے روک دیا تو میں اپنے احرام سے حلال ہو جاؤں گا–اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ تعالی عنھما جب احرام کے وقت وہ بیماری کی حالت میں تھیں تو انہیں حکم دیا تھا کہ وہ احرام کو مشروط کرلیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا : تم جو استثناء کروگی وہ تیرے رب پر ہوگا . صحیح بخاری حدیث نمبر (5089) صحیح مسلم (1207)

تو جب کوئی شخص احرام کو مشروط کرلے اور حج کرنے میں اس کے لیے کوئی مانع پیدا ہو جائے تو وہ اپنے احرام سے حلال ہو جائے اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا .

اور جس شخص کو کسی روکنے والی چیز کا خدشہ نہ ہو اس کے لائق نہیں کہ وہ احرام کو مشروط کرے اس لیے کہ نہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروط کیا اور نہ ہی ہر ایک کو مشروط کرنے کا حکم دیا بلکہ صرف بیماری کی وجہ سے ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ تعالی عنھما کو ہی حکم دیا .

اور محرم شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ تلبیہ کثرت سے کہے خاص کر حالات اور اوقات کی تبدیلی میں مثلا جب کسی بلند جگہ پر چڑھے یا ڈھلوان سے نیچے اترے یا رات اور دن شروع ہو اور تلبیہ کہنے کے بعد اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی اور جنت طلب کرے اور اللہ تعالی کی رحمت کے ساتھ آگ سے پناہ طلب کرتا رہے .

اور عمرہ میں احرام باندھنے سے لیکر طواف کی ابتداء تک تلبیہ کہنا مشروع ہے .

اور حج میں احرام باندھنے سے لیکر عید کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہنا مشروع ہے .

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا :

اگر حاجی کے لیے یسر ہو سکے تو مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر مکہ داخل ہونے کے لیے غسل کرے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ داخل ہوتے وقت غسل فرمایا تھا . صحیح مسلم (1259)

پھر جب مسجد حرام میں داخل ہونے لگے تو دایاں پاؤں اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے : (بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی أبواب رحمتک أعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وبسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم ) اللہ تعالی کے نام سے اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہوں اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے , میں عظیم اللہ اور اس کے کریم چہرے اور اس کی قدیم بادشاہی کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں .

پھر طواف کرنے کے لیے حجر اسود کے پاس جائے اور وہاں سے طواف شروع کرے ... طواف کرنے کا طریقہ سوال نمبر (31819) کے جواب میں بیان ہوچکا ہے .

پھر طواف اور دو رکعت ادا کرنے کے بعد سعی کے لیے صفا مروہ پر جائے اور صفا مروہ میں سعی کرنے کا طریقہ سوال نمبر (31819) کے جواب میں بیان کیا جاچکا ہے .

حج تمتع کرنے والا عمرہ کی سعی کرے گا لیکن حج مفرد اور حج قران کرنے والا شخص حج کی سعی کرینگے اور یہ دونوں اگر چاہیں تو طواف افاضہ کے بعد تک بھی اس سعی کو مؤخر کرسکتے ہیں .

سر منڈانا یا بال چھوٹے کروانا :

حج تمتع کرنے والا شخص جب سعی کے سات چکر مکمل کرچکے اگر تو وہ مرد ہے وہ اپنا سر منڈائے یا بال چھوٹے کروائے یہ ضروري ہے کہ سر کے مکمل بال منڈوائے جائیں اور اسی طرح مکمل سر کے بال کٹوانا ضروري ہیں ، لیکن بال کٹوانے سے سر منڈانے کی فضیلت زیادہ ہے اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لیے تین بار اور بال چھوٹے کروانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرمائی ہے . صحیح مسلم (1303)

لیکن اگر حج بالکل قریب ہو اور بال اگنے کے لیے وقت نہ ہو تو اس حالت میں بال چھوٹے کروانا افضل ہیں تاکہ بال باقی رہیں اور انہیں حج میں منڈوا سکے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام کو عمرہ میں بال چھوٹے کروانے کا حکم دیا تھا اس لیے کہ وہ چار ذوالحجہ کے دن صبح کے وقت مکہ پہنچے تھے , اور عورت انگلی کے پورے کے برابر اپنے سر کے بال کاٹے گی .

ان اعمال کے کرنے سے حج تمتع کرنے والے شخص کا عمرہ مکمل ہوجائے گا اور وہ اس کے بعد مکمل طور پر حلال ہے ، وہ وہی اعمال کرے گا جو باقی حلال اشخاص کرتے ہیں لباس پہنے اور خوشبو استعمال کرے اور بیوي کے پاس بھی جاسکتا ہے وغیرہ .

لیکن حج قران اور حج مفرد کرنے والے نہ تو سر منڈائیں اور نہ ہی سر کے بال چھوٹے کروائیں گے اور نہ ہی وہ اپنے احرام سے حلال ہونگے بلکہ وہ عید کے دن تک رمی جمرۃ تک احرام میں ہی باقی رہیں گے اور جمرۃ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد سر منڈا یا بال چھوٹے کروا کر احرام کھولیں گے .

پھر جب یوم الترویہ جو کہ ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ کے دن حج تمتع کرنے والا چاشت کے وقت مکہ میں اپنی رہائش سے ہی احرام باندھے گا اور احرام کے وقت اس کے لیے اس طرح خوشبو لگانا اور غسل کرنا اور نماز ادا کرنا مستحب ہے جس طرح عمرہ کے طواف میں کیا تھا تو اس طرح وہ حج کے احرام کی نیت کرے اور تلبیہ کہتے ہوئے کہے (لبیک اللھم حجاً) اے اللہ میں حج کے لیے حاضر ہوں .

اور اگر اسے کسی روکنے والی چیز کا خوف ہو کہ وہ اسے حج مکمل کرنے سے روک دے گی تو وہ یہ کلمات ادا کرے : (وإن حبسني حابس فمحلي حيث حبستني) اور اگر مجھے کسی روکنے والی چیز نے روک دیا تو جہاں تو مجھے روکے وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہے .

اور اگر کسی روکنے والی چیز کا خدشہ نہ ہو تو پھر وہ احرام کو مشروط نہ کرے , اس کے لیے عید کے دن جمرۃ عقبہ کو رمی کرنے تک بلند آواز سے تلبیہ کہنا مستحب ہے .

منی کی طرف روانگی :

پھر منی روانہ ہو اور ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر کی نماز قصر کرکے ادا کرے لیکن جمع نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منی میں نماز قصر تو کیا کرتے تھے لیکن آپ نے وہاں نماز جمع نہیں کی .

قصر یہ ہے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعت ادا کرے ، منی عرفات اور مزدلفہ میں اھل مکہ اور باقی سب لوگ بھی نماز قصر کر کے ہی ادا کرینگے اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو نماز پڑھائی اس موقع پر آپ کے ساتھ اھل مکہ بھی تھے لیکن آپ نے انہیں نماز پوری پڑھنے کا حکم نہیں دیا لھذا اگر ان پر پوری نماز ادا کرنا واجب ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نماز پوری کرنے کا حکم دیتے جس طرح انہیں فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا تھا .

لیکن جبکہ مکہ کی آبادی بڑھ چکی ہے اور منی بھی اسی میں شامل ہو کر اس کے محلوں میں سے ایک محلہ بن چکا ہے لھذا اھل مکہ وہاں قصر نہیں کرینگے .

میدان عرفات کی طرف روانگی :

یوم عرفہ کو جب سورج طلوع ہو چکے تو حاجی منی سے عرفات کی طرف روانہ ہو اور اگر میسر ہو سکے تو ظہر تک وادی نمرہ میں ہی پڑاؤ کرے ( میدان عرفات کے ساتھ ہی جگہ کو نمرہ کہا جاتا ہے ) اور اگر میسر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اس لیے کہ وادی نمرہ میں پڑاؤ کرنا سنت ہے نہ کہ واجب .

اور جب سورج ڈھل جائے ( یعنی نماز ظہر کا وقت شروع ہو جائے ) تو دو دو رکعت کر کے ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم کر کے ادا کرے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تا کہ وقوف اور دعاء کے لیے لمبا وقت میسر ہو .

پھر نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالی کے ذکر اور دعا میں مشغول رہے اور اللہ تعالی کے سامنے عاجزی وانکساری بجالائے اور گڑگڑائے اور ھاتھ بلند کر کے قبلہ رخ ہو کر دعا کرے اگرچہ جبل عرفات ( جبل رحمت ) اس کے پچھلی جانب ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ قبلہ رخ ہونا سنت ہے نہ کہ پہاڑ کی جانب رخ کرنا ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے قریب وقوف کیا اور فرمایا :

میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور میدان عرفات سارا ہی وقوف کرنے کی جگہ ہے .

اس عظیم وقوف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی :

( لاالہ إلا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر ) اللہ کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد وتعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے .

اگر وہ دعا کرتے ہوئے اکتا جائے اور اپنے دوست واحباب سے نافع بات چیت کر کے یا پھر جو مفید قسم کی کتاب میسر ہو پڑھ کر دل کو بہلائے تو یہ بہتر ہے خاص کر وہ کتاب جو اللہ تعالی کے کرم وفضل اور اس کے عطاء وہبہ کے بارہ میں ہو تا کہ اس دن اس کی امید اور زیادہ قوی ہو سکے ، اس کے بعد اسے پھر دوبارہ اللہ تعالی کی جانب عاجزی وانکساری اور دعاء کی جانب لوٹ آنا چاہیے اور دن کے آخر تک دعاء کرنے کو موقع غنیمت جاننا چاہیے اس لیے کہ سب سے بہترین دعاء یوم عرفہ کی دعا ہے .

مزدلفہ کی جانب روانگی :

جب سورج غروب ہو جائے تو حاجی مزدلفہ کی جانب روانہ ہو . . . اور جب مزدلفہ پہنچے تو وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ باجماعت ادا کرے .

لیکن اگر اسے یہ خدشہ ہو کہ وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ پہنچے گا تو اسے راستے میں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے اور آدھی رات کے بعد تک نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے .

اور مزدلفہ میں ہی رات بسر کرے اور جب فجر طلوع ہو تو اول وقت میں ہی اذان اور اقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے اور پھر مشعر الحرام کی جانب جائے ( مشعر حرام کی جگہ اس وقت مزدلفہ میں مسجد موجود ہے ) وہاں اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرتے ہوئے تکبریں کہے اور اللہ تعالی کی توحید بیان کرتے ہوئے اچھی طرح روشنی ہونے تک دعا مانگتا رہے ( یعنی سورج طلوع ہونے سے قبل والی روشنی کو اسفار کہا جاتا ہے ) اگر مشعر الحرام جانا میسر نہ ہوسکے تو حاجی کو اپنی جگہ پر ہی دعا کرنی چاہیے اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور جمع ( یعنی مزدلفہ ) سارے کا سارا ہی وقوف کرنے کی جگہ ہے .

اور حاجی کو چاہیے کہ وہ ذکر واذکار اور دعاء کی حالت میں قبلہ رخ ہو اور اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرے .

منی کی جانب روانگی :

جب اچھی طرح سفیدی ہوجائے تو سورج طلوع ہونے سے قبل ہی منی کی جانب روانہ ہو اور وادی محسر ( یہ مزدلفہ اور منی کے مابین ہے ) میں تیزی کے ساتھ چلے .

جب منی پہنچے تو جمرہ عقبہ جو کہ مکہ والی جانب ہے ( یہ جمرہ جمرات میں سے مکہ کے سب سے زیادہ قریب ہے ) کو لوبیا کے حجم کے برابر مسلسل سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے ( جمرہ عقبہ کو رمی کرتے وقت سنت یہ ہے کہ جمرہ کو سامنے اور مکہ مکرمہ کو اپنے بائیں جانب اور منی کو دائیں جانب رکھے ) جب رمی سے فارغ ہو تو قربانی کرکے سر منڈائے یا بال چھوٹے کروائے اگر مرد ہو اور عورت انگلی کے پورے کر برابر اپنے سر کے بال کاٹے .

( تو اس طرح محرم شخص کا پہلا تحلل ہوگا اس کے لیے بیوی سے ہم بستری کے علاوہ باقی سب کچھ حلال ہوگا ) پھر وہ مکہ مکرمہ جائے اور حج کی سعی اور طواف کرے ( پھر تحلل ثانی ہوگا اب اس کے لیے احرام کی بنا پر حرام ہونے والی ہر چیز حلال ہوجائے گی ) .

رمی کرنے اور سر منڈانے کے بعد جب حاجی طواف کے لیے مکہ مکرمہ جانا چاہے تو خوشبو لگانا سنت ہے اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا قول ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کے لیے احرام باندھنے سے قبل اور حلال ہونے کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوشبو لگایا کرتی تھی . صحیح بخاری (1539) صحیح مسلم ( 1189).

پھر طواف اور سعی کرنے کے بعد منی واپس پلٹ آئے اور گیارہ اور بارہ تاریخ کی دونوں راتیں منی میں ہی بسر کرے اور دونوں دن زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے ، افضل یہ ہے کہ رمی کرنے کے لیے پیدل جائے اور اگر سواری پر بھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں .

جمرۃ اولی جو کہ جمرات میں سے مکہ سے سب سے زیادہ دور اور مسجد خیف والی جانب ہے اس جمرہ کو مسلسل ایک کے بعد دوسری سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے پھر کچھ آگے بڑھ کر لمبی دعا کرے اور جو دعا پسند ہو مانگے اور اگر زیادہ دیر کھڑا ہونا اور لمبی دعا مانگنے میں اس کے لیے مشقت ہو تو اسے وہی دعا کرلینی چاہیے جو اس کے لیے آسان ہو اگرچہ تھوڑی دیر ہی دعا کریں تاکہ سنت پر عمل ہوسکے .

پھر جمرہ وسطی ( درمان والے ) ک مسلسل سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر بھی کہے پھر بائیں جانب ہو اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے اگر میسر ہو تو لمبی دعا کرے وگرنہ جتنی دیر میسر ہو کھڑے ہو کر دعا کرے دعا کے لیے کھڑے نہ ہونا صحیح نہیں کیونکہ وہاں دعا کرنا سنت ہے اور بہت سے لوگ یا تو جہالت کی بنا پر یا پھر سستی و کاہلی کی وجہ سے دعا کرنا چھوڑ دیتے ہیں ، اور جب بھی سنت کو ضائع کردیا گیا ہو تو اس پر عمل کرنا اور اسے لوگوں کے مابین نشر کرنا زیادہ یقینی ہوجاتا ہے تاکہ سنت ترک ہی نہ کردی جائے اور مردہ ہی نہ ہوجائے .

پھر اس کے بعد جمرہ عقبہ ( بڑے جمرہ ) مسلسل سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر بھی کہے اور وہاں سے ہٹ جائے اور اس کے بعد دعا نہ مانگے .

جب بارہ تاریخ کی کنکریاں مار چکے تو اگر حاجی چاہے تو تعجیل کرتے ہوئے منی سے نکل سکتا ہے اور اگر چاہے تو اس میں تاخیر کرلے اور تیرہ تاریخ کی رات بھی منیمیں ہی بسر کرے اور حسب سابق زوال کے بعد تیرہ تاریخ کو بھی تینوں جمرات کو کنکریاں مارے اور تاخیر یعنی تیرہ تاریخ تک منی میں ٹھرنا اور کنکریاں مارنا افضل ہے لیکن ضروري اورواجب نہیں .

لیکن اگر بارہ تاریخ کا سورج غروب ہوگیا اور وہ منی سے نہیں نکلا تو اس صورت میں اس پر تاخیر لازم ہوگی حتی کہ دوسرے دن ( تیرہ تاریخ ) زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے

.

لیکن اگر بارہ تاریخ کا سورج غروب ہوا تو وہ بغیر اپنے اختیار کے منی میں ہی تھا وہ اس طرح کہ وہ وہاں سے نکل پڑا لیکن گاڑیوں کے رش وغیرہ کی بنا پر دیر ہوگئی تو اس کے لیے تاخیر کرنی ( تیرہ کی رات وہاں ٹھرنا ) لازمی نہیں اس لیے کہ غروب شمس تک تاخیر اس نے اپنے اختیار سے نہیں کی .

اور جب مکہ مکرمہ سے حاجی اپنے ملک روانہ ہونا چاہے تو وہاں سے طواف وداع کے بغیر نہ نکلے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

کوئی ایک بھی ( مکہ مکرمہ سے ) نہ نکلے حتی کہ اس کا آخري کام بیت اللہ کا طواف ہو . صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1327 )

اور ایک روایت میں ہے کہ : رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخري کام بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کردي . صحیح بخاري حدیث نمبر ( 1755 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 1328 )

لھذا حائضہ اور نفاس والی عورتوں طواف وداع نہیں اور نہ ہی ان کے لائق ہے کہ وہ وداع کے لیے مسجد حرام کے دروازے کے پاس کھڑي ہوں کیونکہ ایسا کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں .

جب حاجی مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ کرے تو اسے سب سے آخري کام بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیے اور طواف وداع کے بعد اپنے مرافقین اور سامان وغیرہ اٹھوانے کا انتظار کرے یا راستے سے کوئی خریداري کرلے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں اور اسے طواف دوبارہ نہیں کرنا پڑے گا لیکن اگر اس نے سفر کا ارادہ ملتوي کردیا مثلا اس کی نیت تھی کہ وہ صبح کے وقت سفر کرے گا تو اس نے طواف وداع کرلیا لیکن پھر اس نے دن کے آخر تک سفر کو موخر کردیا تو اسے طواف وداع دوبارہ کرنا ہوگا تا کہ اس کا آخري کام بیت اللہ کا طواف ہو .

فائدہ :

حج کا عمرہ احرام باندھنے والے شخص کے لیے مندرجہ ذیل اشیاء ضروري اورواجب ہیں :

1- اللہ تعالی نے جو کچھ اس پر واجب کیا ہے اس کا التزام کرے مثلا : وقت میں نمازوں کی باجماعت پابندي .

2- اللہ سبحانہ وتعالی نے جن اشیاء بیوي سے میل ملاپ ، لڑائی جھگڑا اور فسق وفسجور اور نافرمانی سے منع فرمایا ہے اس سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

**{ حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص بھی ان میں حج لازم کرلے وہ دوران حج اپنی بیوي سے میل ملاپ کرنے ، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے }** البقرۃ ( 197 )

3- مشاعر مقدسہ وغیرہ میں مسلمانوں کو زبان اور فعل سے اذیت وتکلیف دینے سے اجتناب کرے .

4- احرام کی سب ممنوع کردہ اشیاء سے اجتناب کرے .

(ا)احرام کے بعد بال یا ناخن وغیرہ نہ کٹوائے لیکن کانٹا وغیرہ نکالنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ کانٹا نکالتے وقت خون بھی نکل آئے تو پھر بھی حرج والی بات نہیں .

(ب)احرام کے بعد اپنے بدن اور کپڑے یا کھانے یا پینے وغیرہ میں خوشبو نہ لگائے اور نہ ہی خوشبو والا صابن ہی استعمال کرے ، لیکن اگر احرام سے قبل سے خوشبو لگائی ہو اور احرام کے بعد بھی اس کے آثار باقی ہیں تو اس میں کوئی نقصان نہیں .

(ج) شکار نہ کرے .

(د) بیوی سے ہم بستری ومباشرت نہ کرے .

(ھ) بیوی سے شہوت کے ساتھ میل ملاپ بھی نہ کرے اور نہ ہی بوس وکنار وغیرہ کرے .

(و) نہ تو اپنا نکاح کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کا اور نہ ہی اپنی اور نہ کسی دوسری کی منگنی کرے .

(ز) دستانے نہ پہنے لیکن ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹنے میں کوئی حرج نہیں .

مرد و عورت دونوں کے لیے یہ سات اشیاء ممنوعات احرام میں سے ہیں .

مندرجہ ذیل اشیاء مرد کے ساتھ خاص ہیں :

ـ کسی ایسی چیز کے ساتھ سر نہ ڈھانپے جو سر کے ساتھ لگی ہوئی ہو لیکن چھتری سے سایہ کرنا اور گاڑی کی چھت اور خیمہ اور سر پر سامان اٹھانے میں کوئی حرج نہیں .

ـ نہ تو محرم شخص قمیص پہنے اور نہ ہی پگڑی اور برانڈی اور پائجامہ اور نہ موزے لیکن جب اسے تہ بند ( نیچے باندھنے والی چادر ) نہ ملے تو پائجامہ پہن سکتا ہے اور اور جوتا نہ ملنے کی صورت میں موزے پہننے جائز ہیں .

ـ اور نہ ہی وہ اشیاء پہنے جو مندرجہ بالا اشیاء کے معنی میں ہوں لھذا نہ تو جبہ اور نہ ہی برانڈی اور بنیان وغیرہ پہنے گا .

ـ مرد کے لیے جوتے اور انگوٹھی پہننی عینک اور آلہ سماعت لگانا اور ہاتھ میں گھڑی پہننا یا گلے میں لٹکانا اور پیسے وغیرہ رکھنے کے لیے پیٹی باندھنا جائز ہے .

ـ بغیر خوشبو والی اشیاء سے (ہاتھ وغیرہ) دھو سکتا ہے اور چہرہ بدن اور سر دھو سکتا ہے اور اگر بغیر قصد کے خود ہی بال گر جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا .

اور عورت نہ تو نقاب کرے گی نقاب اسے کہتے ہیں جس سے چہرہ ڈھانپا جائے اور آنکھوں کے لیے سوراخ ہوں ، اور اسی طرح عورت برقع بھی نہیں پہنے گی .

عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ احرام کی حالت میں اپنا چہرہ ننگا رکھے لیکن اگر اسے غیر محرم مرد دیکھ رہے ہوں تو اس کے لیے احرام کی حالت وغیرہ میں بھی چہرہ ڈھانپنا واجب ہے . . .

دیکھیں کتاب مناسک الحج للالبانی اور کتاب صفۃ الحج والعمرۃ اور کتاب المنہج لمرید العمرۃ والحج لابن عثیمین رحمھم اللہ الجمیع .

واللہ اعلم .